© rasailojaraid.com

نعشوں پر اڑتی فاختائیں

جاوید چودھری

کرنل امام پاکستانی افسر ہیں، ہرات میں پوسٹ ہیں۔ ایک سال پہلے میں نے ان سے افغانستان اور پاکستان میں فرق پوچھا تو انہوں نے مختصر سی بات کی اور خاموش ہو گئے۔ انہوں نے بتایا، وہ ہرات سے چلے تو ان کے ساتھ صرف ایک ڈرائیور تھا، ان دونوں نے قریباً اٹھارہ گھنٹے سفر کیا، ان اٹھارہ گھنٹوں میں انہیں اکیلا پن محسوس ہوا اور نہ ہی انہیں سفر کے اندیشوں نے گھیرا، ان کے پاس اپنی حفاظت کیلئے چاقو تک نہیں تھا لیکن جونہی یہ لوگ طورخم پہنچے تو انہیں پشاور جانے کیلئے مسلح محافظوں کی ضرورت پڑ گئی، کرنل امام نے بتایا جب وہ پاکستانی چیک پوسٹ سے آگے نکلے تو پیراملٹری فورسز کے جوانوں کی ایک گاڑی ان کے آگے تھی اور ایک پیچھے!

یہ افغانستان تھا، ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۱ء تک کا افغانستان، جس میں بھوک، غربت اور افلاس کے باوجود امن تھا، جس نے ثابت کر دیا، جرم کا غربت اور افلاس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا، اگر قانون مضبوط اور قطعی ہو تو بھوکا بھوک سے تو مر سکتا ہے لیکن سامنے پڑی روٹی نہیں اٹھاتا، افغانستان کے نوے فیصد علاقے میں چوری نہیں ہوتی تھی، ڈاکے نہیں پڑتے تھے، قتل نہیں ہوتے تھے، لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نہیں ہوتا تھا، آبرو ریزی اور چھیڑ چھاڑ نہیں ہوتی تھی، تانکا جھانکی اور لوٹ کھسوٹ نہیں ہوتی تھی، ملاوٹ، چور بازاری، کم تول اور بلیک مارکیٹنگ نہیں ہوتی تھی، انصاف سب کو ملتا تھا، حکام تک رسائی سب کو حاصل تھی، مساوات اور برابری تھی، قرآن قانون تھا اور عالم منصف، اطاعت امیر کا یہ عالم تھا کہ حکمران نے حکم دیا "اپنا اپنا اسلحہ جمع کرا دیں" پورا افغان معاشرہ اڑھائی ہزار سال کی تاریخ میں پہلی بار غیر مسلح ہو گیا، امیر نے حکم دیا "اب ملک میں افیون، چرس اور ہیروئن کا کاروبار نہیں ہوگا" ایک ہی ہفتے میں وہ معجزہ ہو گیا جو یورپی ادارے کروڑوں ڈالر اور برسوں کی محنت کے باوجود نہ کر سکے، حکومت نے روپے پیسے کے بغیر سڑکیں، پل اور ڈیم بنانے کا قصد کیا، ڈیم بن گئے، پل تعمیر ہو گئے، سڑکیں تیار ہو گئیں، حکمرانوں نے غیر ملکی امداد کے بغیر بجلی گھر چلائے، ٹیلی فون لائنیں بچھائیں، ٹرانسپورٹ کا نظام ٹھیک ہو گیا۔ اس دور میں ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۶ء کے مقابلے میں افغانستان میں خوشحالی تھی، امن تھا اور سکون تھا، پورے افغانستان میں حکومت کے خلاف کوئی نعرہ نہیں لگا، کوئی احتجاج نہیں ہوا، کوئی جلسہ، کوئی جلوس نہیں نکلا لیکن یہ افغانستان امریکہ اور یورپ کیلئے قابل قبول نہیں تھا، امریکہ نے کبھی برقعے کے نام پر، کبھی خواتین کی تعلیم، کبھی جبری داڑھی، کبھی بت شکنی اور کبھی عیسائی مبلغین کے نام پر طالبان کی شدید مخالفت کی، کبھی ان لوگوں کو انتہا پسند کہا، کبھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہیں دہشت گرد کا نام دیا اور کبھی انہیں انسانیت کا دشمن ثابت کر کے ان پہ پابندیاں عائد کریں اور آخر میں ان لوگوں کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کے مجرم قرار دے کر ان پر حملہ کر دیا، سات اکتوبر سے تیرہ نومبر تک امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ایٹم بم کے سوا اپنا سارا اسلحہ ان پر لوگوں پر استعمال کیا، امریکہ نے ان پر ٹام ہاک کروز میزائل، اے ایم ایم بم، ایم کے ۸۲ ڈمب بم، پی ایل یو ۸۲ ڈیزی کٹر بم، جی بی یو ۲۷ بنکر لینڈنگ بم اور کلسٹر بم چلائے، پورے افغانستان میں بموں کے قالین بچھا دیئے۔ یہ کارروائی مسلسل ۳۸ روز تک جاری رہی، یہاں تک کہ ۱۳ نومبر کی صبح طالبان نے کابل خالی کر دیا اور امریکہ کے حامی شمالی اتحاد کی فوجیں افغانستان کے دارالحکومت میں داخل ہوگئیں۔

اب دیکھئے! ۱۲ نومبر اور ۱۳ نومبر کے بعد کیا ہوا؟ شمالی اتحاد کے فوجیوں نے باریش لوگ پکڑے، ذبح کیے اور نعشیں درختوں پر لٹکا دیں، زخمی طالب کو مورچے سے گھسیٹا، تلاشی لی اور چھاتی پر برسٹ مار دیا، رائفلوں کے بٹ مار مار کر لوگوں کو شہید کر دیا، بوڑھے شخص کے منہ میں مارٹر کا گولہ ٹھونس دیا، نعشوں کو ٹھڈے مارے، شہر میں دکانیں لوٹ لیں، خواتین کی بے حرمتی کی، نابالغ لڑکے اغوا کر لیے، بنک لوٹ لیے، خواتین کے برقعے نوچ لیے، ریڈیو پر موسیقی بجانی شروع کر دی، کابل شہر مختلف کمانڈروں نے آپس میں تقسیم کر لیا، وہ افغانستان جس کا نوے فیصد حصہ ایک حکومت تلے متحد تھا وہ افغانستان ایک ہی رات میں بارہ حصوں میں تقسیم ہو گیا، اس میں نصف درجن حکومتیں قائم ہوگئیں اور ہر حکومت نے اپنے دستور کا اعلان کر دیا۔ افغانستان جس میں لوگ بیوی بچوں اور ڈھور ڈنگروں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں پرامن زندگی گزار رہے تھے۔ اس افغانستان میں وسیع پیمانے پر نقل مکانی شروع ہوگئی اور صرف ایک ہی رات میں افغانستان ۲۰۰۱ء سے نکل کر ۱۹۹۵ء میں داخل ہو گیا، ۱۹۹۵ء میں جب ایک افغانی ایک کلو گڑ لینے نکلتا تھا۔ تو وہ بکتر بند گاڑی یا ٹینک کے بغیر بازار نہیں پہنچ پاتا تھا۔ مجھے یقین ہے آج اگر کوئی کرنل امام ہرات سے نکلے تو وہ دس بیس ہزار جوانوں اور دو تین سو ٹینکوں کے ساتھ ہی جلال آباد پہنچ سکے گا۔ یہ ایک فرق ہے، کل طالبان تھے تو برطانوی صحافی رڈلی کی عصمت بھی محفوظ تھی اور جان بھی، عیسائی مبلغین اس دور میں بھی محفوظ تھے۔ جب افغانستان میں امن تھا اور ان دنوں میں بھی ان کا بال بیکا نہیں ہوا۔ جب ان کے ہم مذہب آسمان سے قہر اور آگ برسا رہے تھے اور ان کی آگ میں سینکڑوں ہزاروں معصوم اور بے گناہ لوگ بھسم ہوگئے۔ لیکن جس دن یہ لوگ رخصت ہوئے اسی دن شمالی اتحاد کے ساتھ فتح کے ترانے بجاتے ہوئے آنے والے تین غیر ملکی صحافی جان سے چلے گئے۔ ذرا دیکھئے! یہ افغانستان آگ کی طرح دہکتا اور لاوے کی طرح بہتا افغانستان، ایک دوسرے کا گلہ کاٹتا، ایک دوسرے سے لڑتا جھگڑتا خانہ جنگی، بدامنی اور افراتفری کا شکار افغانستان نہ صرف امریکہ کو قبول ہے بلکہ وہ اس پر خوش بھی ہے۔ آج افغانستان میں نعشیں بکھری پڑی ہیں۔ نالیوں میں خون بہہ رہا ہے، کمانڈر آپس میں برسرپیکار ہیں، لوٹ کھسوٹ، آبروریزی اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے۔ لیکن امریکہ خوش ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بش اور ٹونی بلیئر ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ یہ کیا ہے؟

یہ کیا ہے! یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ تھی یا امن کے خلاف، یہ بے انصافی کے خلاف مہم تھی یا انصاف، عدل اور مساوات کے خلاف، خدا کی قسم اس سٹینڈرڈ کو تو ڈبل سٹینڈرڈ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ یہ کیا اصول، یہ کیا قانون ہے ایک قوم اپنی انا کی تسکین کے لئے پوری دنیا تباہ کر دے تو یہ اس کا حق ہے۔ لیکن وہی قوم دوسری قوم کو اپنی مرضی اپنی رضا سے سانس لینے کا استحقاق تک دینے کے لئے تیار نہیں، یہ کیا لوگ ہیں جو نعشوں پر کھڑے ہو کر امن کی فاختائیں اڑاتے ہیں۔ جو کھوپڑیوں کے میناروں پر شانتی کے پرچم لہراتے ہیں اور سات براعظموں پر پھیلی اس زمین پر ان کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں، کوئی نہیں جو انہیں بتا سکے حضور پھول گملوں میں اُگا کرتے ہیں، بموں کے خولوں اور توپوں کے دہانوں میں نہیں اور امن کے گیت انسان گایا کرتے ہیں نعشیں نہیں۔　(مطبوعہ: روزنامہ ''جنگ'' لاہور، ۱۷ نومبر ۲۰۰۱ء)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی۔ ملتان / ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری، ناظم، مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی۔ ملتان فون: 061-511961

© rasailojaraid.com